رباعیات

استاذالشعراءمولانانواب سید اصغر حسین فاخرؔ اجتہادی

پیری

اس دکھ میں ملا مجھ کو نہ آرام کبھی
آئے گی کسی کے بھی نہ یہ کام کبھی
پیری میں کہاں خوابِ جوانی کی بہار
اس صبح کی ہوتی ہی نہیں شام کبھی

بلبل کی طرح نہ خوش بیانی آئی
اک عمرِ دو روزہ کی کہانی آئی
کیا یہ بھی گیا وقت کوئی ہے فاخرؔ
پھر جاکے دوبارہ نہ جوانی آئی

کیا کیا نہ ضعیفی نے ستایا مجھ کو
پیری کا مگر دھیان نہ آیا مجھ کو
بے وقت جوانی میں ہوئے بال سفید
آئینہ تحیر نے دکھایا مجھ کو

سب عمر گناہوں میں بسر ہوتی ہے
کچھ بھی نہ جوانی کی خبر ہوتی ہے
اب آمدِ پیری میں یہ غفلت کیسی
اٹھ خواب سے غافل کہ سحر ہوتی ہے

جس کی تھی ہوس وہ زندگانی گذری
دو دن کی بھی اب راحتِ فانی گذری
ہشیار کہ پیری میں اجل اب ہے ضرور
طفلی گذری تری جوانی گذری

طفلی میں تمنائے بقا ہوتی ہے
امید جوانی کی سوا ہوتی ہے
پیری میں نہ کیوں روح ہو فاخرؔ تحلیل
ہر شمع دمِ صبح فنا ہوتی ہے

پیری میں مری سیف زبانی نہ رہی
پہلی سی طبیعت میں روانی نہ رہی
تن سے نظر و تاب و تواں نے یہ کہا
ہم بھی نہ رہیں گے جو جوانی نہ رہی

کس دن نہ خیالِ غمِ احباب آیا
گردابِ بلا میں دلِ بے تاب آیا
راحت کی جوانی میں، قضا پیری میں
بیدار رہے شب کو، سحر خواب آیا

ہے موت ضرور عمرِ فانی کے لئے
بیکار ہے رنج زندگانی کے لئے
بے وجہ نہیں شیب میں سر ہلتا ہے
پیری متاسف ہے جوانی کے لئے

مدح حضرت علی علیہ السلام

بازوئے نبیؐ ہے شہؑ ذی جاہ کا ہاتھ
ہے پنجۂ ضیغم اسداللہ کا ہاتھ
معراج میں باقی نہ رہا کوئی حجاب
باہر ہوا پردہ سے یداللہ کا ہاتھ

دنیا سے کوئی دم میں رواں ہوتا ہوں
راہی طرفِ باغِ جناں ہوتا ہوں
جاتے ہیں علیؑ لے کے مجھے جنت میں
پیری میں نئے سر سے جواں ہوتا ہوں

کہتا ہے جہاں فاتحِ خیبر کس کو
خالق نے کیا ساقیِ کوثر کس کو
یہ مرتبہ کعبہ میں کسے ہاتھ آیا
معراج ہوئی دوشِ نبیؐ پر کس کو

افلاک سے بھی اوج میں بالا ہیں علیؑ
جو بحرِ امامت ہے وہ دریا ہیں علیؑ
مولود سے آبرو بڑھی مولد کی
کعبہ ہے صدف ، گوہرِ یکتا ہیں علیؑ

ہو یادِ غمِ سبطِ پیمبرؐ دل میں
لازم ہے رہے دہشتِ محشر دل میں
بے کار ہے یہ خمس و نماز و روزہ
ذرہ نہیں گر الفتِ حیدرؑ دل میں

اوصاف عیاں ہیں فاتحِ خیبر کے
ہیں مالک و مختار خدا کے گھر کے
کعبہ میں ہوا اوج دوبالا ان کا
تھے دوشِ محمدؐ پہ قدم حیدرؑ کے

دولت کا نہ طالب ہوں نہ زر کا ہوں میں
خواہاں تری رحمت کی نظر کا ہوں میں
شاہوں پہ نہ کیوں فخر و مباہات کروں
درویش درِ علم کے در کا ہوں میں

مجلس عزا

ذکرِ شہؑ والا کی جو باری آئی
فردوس سے زہراؑ کی سواری آئی
مجلس میں یہ آہوں کے چلے ہیں جھونکے
گلزار میں یا بادِ بہاری آئی

کچھ فکر نہیں، شاد یہاں ہر دل ہے
کونین کی اس وقت خوشی حاصل ہے
ہوں پاک گناہوں سے نہ کیوں اہلِ عزا
مجلس نہیں فردوس کی یہ محفل ہے

ممکن نہیں انساں سے ثنائے شبیرؑ
لے جائے گی جنت میں ولائے شبیرؑ
شرکت ہوئی مجلس میں، گنہ دور ہوئے
کیا خوب ہے یہ بزم عزائے شبیرؑ

ملک الموت

ظلم و ستم و جور کیے جاتا ہے
قزاقِ اجل داغ دیئے جاتا ہے
فریاد ہے اے خالقِ جانِ عالم
یہ تیری امانت کو لیئے جاتا ہے